

حسن الامیر فی الوعظ والتذکیر

صحیح

محبوب العلماء واصلحائے حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی
کے خطا و خطبہ اور عوام الناس کیلئے ارشاد فرمائے گئے صحبت آموز و ایمان افروز

ملفوظات

مترجم

مولانا محمد عابد القوی

ڈاکٹر صاحبزادہ مولانا محمد عابد

ناشر

برکات Sarakaath بک ڈپوٹ

Book Depot

17-1-391/2/W1, Khaja Bagh, Saidabad, Hyderabad - 500059 A.P.

باسمہ تعالیٰ

النفع العمیم فی اقوال کلیم
یعنی

مخدومی حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب مدظلہ العالی
جائشین محی الزنیہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے

ملفوظات

مرتب

مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ

نائب ناظم مقامی مجلس دعوة الحق حیدرآباد

ناشر

مقامی مجلس دعوة الحق حیدرآباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجی مشفقہ حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب مدظلہ سے طالب علمی ہی کے زمانہ سے مجھے عقیدت و محبت ہے اور خود حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب بھی اسی زمانہ سے اس ناکارہ کے ساتھ محبت، شفقت اور احسان کا معاملہ فرماتے رہے ہیں۔ اور آج بھی ان کی محبت و شفقت برابر جاری ہے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ حیدرآباد تشریف لا رہے ہیں تو بڑی خوشی ہوئی ایرپورٹ پہنچ کر استقبال کیا تو ملاقات کرتے ہی اپنے قدیم شفقانہ انداز سے اس طرح مسکرایا کہ دل باغ باغ ہو گیا۔ دوران قیام مجالس میں شرکت کرتا رہا، اور والد بزرگوار کی عیادت کے لئے جب گھر تشریف لائے تو جمع مستورات سے خطاب کرنے کی درخواست کیا، بجز اللہ مفید نصیحتوں سے نوازا۔

نصائح و ملفوظات میں عجیب تاثر محسوس ہوئی تو اسی وقت تقاضہ ہوا کہ افادہ عامہ کی خاطر اس کی طباعت اور اشاعت کی جانی چاہیے، برادر عزیز مولوی حافظ محمد عبدالقوی سے خیال ظاہر کیا تو الحمد للہ انہوں نے اس دورہ کے اکثر ملفوظات و ارشادات کو جمع کر کے اور ان کو بہتر انداز میں مرتب کر دیا۔ یہ ملفوظات عوام و خواص سب ہی کے لئے نہایت نافع اور مفید ہیں۔ جو مقامی مجلس دعوت الحق حیدرآباد کی جانب سے حضرت حکیم صاحب مدظلہ کی تحریری اجازت کے بعد نشر کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہم سب کو استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

محمد عبدالغنی مظاہری عفی عنہ

یکم جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

مخدومی حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب مدظلہ العالی مجلس دعوت الحق و مدرسہ اشرف المدارس ہر دوئی کے ناظم، حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڑھی کے مجاز بیعت و ارشاد، محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے خلیفہ و جانشین، مستند و حاذق طبیب و جسمانی اور عوام مسلمین کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ بیسیوں علماء و مشائخ کے راہنما اور معالج روحانی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل اللہ کی صحبت و خدمت کی برکت سے بہت سی ظاہری و باطنی خوبیوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے شیخ و مرشد اور خسر حضرت محی السنۃ شاہ ابرار الحق صاحب کے علاوہ اور بہت سے بزرگوں مثلاً عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڑھی، حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی جیسے اکابر سے قریبی تعلق اور مخلصانہ و عقیدتمندانہ خدمت اور کسب فیض کیا ہے۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے دامن تربیت سے علوم عصریہ کے ماہرین اور علوم دینیہ کے فاضلین یکساں طور پر وابستہ ہیں۔ انہوں نے ہاؤس علیگزہ میں آپ کی قیامگاہ بظاہر ایک ”یونانی مطب“ ہے مگر فی الحقیقت اسے ایک ”روحانی تربیت گاہ“ کہنا زیادہ بہتر ہے، تمام مریضوں کو بلا لحاظ مذہب و ملت، دین و ایمان اور سچائی کی تلقین مسلسل فرماتے رہتے ہیں۔ بعد نماز مغرب آپ کی مجلس میں عوام و خواص کی بڑی تعداد

شریک رہتی ہے۔ اسکے علاوہ مریدین و متوسلین کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی برابر جاری رہتا ہے۔ خاندانی شرافت، طبعی نظافت و نزاکت اور رہن و سہن میں مثالی رکھ رکھاؤ، آپ کی ہر ادا سے نکلتا رہتا ہے۔ معمولات کی پابندی، ذکر لسانی و قلبی کا اہتمام، حتیٰ کہ شب بیداری بھی تمام تر مصروفیات کے باوجود جاری رہتی ہے۔

آپ کے وند گرامی حضرت حکیم فہیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشہور طبیب حاذق اور دارالعلوم دیوبند کے رکن شوری تھے۔ راقم الحروف کو بچپن سے حضرت محی السنۃ کی بدولت حضرت حکیم صاحب مدظلہ اور ان کے گھرانہ سے قلبی لگاؤ اور تعلق ہے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے کرم سے ان نیک بندوں کی خدمت کا بہت موقعہ عطا فرمایا۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً۔

بہر حال حکیم صاحب کی حیدرآباد تشریف آوری پر انکے مصروف پروگرام اور اپنے مسلسل مشاغل کی وجہ سے اگرچہ بہت مختصر حاضری کا موقعہ ملا۔ تاہم یہ صحبت بہت ہی مفید و متاثر کن رہی۔ جی چاہا کہ غیر حاضرین مجلس بھی اس مجلس کی برکات سے بذریعہ تحریر مستفید ہو جائیں۔ اور بات بہو نچانے کا اجر، اس محتاج اجر کے نصیب میں آجائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ملفوظات عالیہ کو تمام مسلمانوں کیلئے نافع بنائے، حضرت حکیم صاحب مدظلہ کو اسکا بہترین اجر عطا فرمائے اور راقم کیلئے اس خدمت کو باعث از دیاد ہدایت و نجات بنائے (آمین)

والسلام

محمد عبدالقوی

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين

و خاتم النبیین اما بعد !

مخدومی حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم، کی ۲۴ اپریل کو بہت مختصر عرصہ (ایک یوم دورات) کیلئے حیدرآباد تشریف آوری ہوئی، اور بہت مصروفیت رہی۔ آج بعد نماز عصر حضرت والد ماجد شفہاء اللہ و ابقاہ کی عیادت کیلئے برکان برادر محترم مفتی عبدالغنی صاحب مدظلہ قدم رنجہ فرمایا، اس موقعہ سے گھر میں جمع مستورات سے پس پر وہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

(۱) عام طور سے عورتوں میں مسواک کی سنت متروک ہے، مسواک کی سنت کا اہتمام کرو، ہر ایک فرد کے پاس برش ہوتا ہے مگر مسواک کسی کے پاس نہیں ہوتی، حالانکہ مسواک کا التزام ثواب کی چیز بھی ہے اور صحت کیلئے بھی مفید ہے۔ فائدہ ہی فائدہ ہے، برش کم سے کم پندرہ انگٹھارہ روپے کا ہوتا ہے مسواک زیادہ سے زیادہ پانچ سات روپے کی ہوتی ہے۔ برش سے بھی سستی ہوتی ہے مگر عظیم فوائد پر مشتمل ہے پھر اس میں ثواب بھی ہے، مگر اس کی طرف التفات نہیں ہے، مسواک تین عدد رکھ لو، ایک اپنے پرس میں، تاکہ جہاں کہیں جائیں تو ساتھ رہے، ایک وضو کی جگہ پر، ایک سرہانے تاکہ یاد رہے، بہر حال سب اس کا اہتمام کریں۔

(۲) ذکر اللہ کا اہتمام کرو، ذکر سے نور پیدا ہوتا ہے اور قلب کی تقویت بھی اس میں ہوتی ہے، ایک بڑا سا کرہ ہے اس میں اندھیرا ہے، ایک چھوٹا سا بلب بھی اس میں لگا دیا جاتا ہے تو روشنی پیدا ہو جاتی ہے، کم از کم اتنی تو ہو جائیگی کہ سانپ بچھو جیسی مہلک چیزیں

نظر آجائیں۔ اور آدمی ان کے ضرر سے بچ جائے، تو کیا اللہ کا نام لینے سے دل میں نور نہیں پیدا ہوگا۔ ایک منٹ بھی ذکر کرو تو دل میں کچھ نہ کچھ نور پیدا ہو جائیگا، پھر وہ نور گناہوں کے مضرات کو دیکھنے اور ان سے بچنے میں مددگار ہوگا۔ اس لئے کوئی وقت دن بھر میں ایسا نکال لو جس میں سب بچے اور گھر والے جمع ہو جائیں اور جمع ہو کر ایک منٹ ہی سہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ کر کے دیکھو تب معلوم ہوگا کتنا فائدہ ہوتا ہے۔

(۳) گناہوں سے بچنے کی بہت فکر کرو۔ گناہ ہلاک کرتا ہے، تعین گناہوں سے اگر اجتناب کر لیا جائے گا تو دوسرے گناہوں سے بچنا آسان ہو جائیگا، تجربہ کی بات ہے نمبر ایک نصیبت، نمبر دو بدگمانی، نمبر تین بدنگاہی۔ اس پر عمل کر کے دیکھو نفع ہوگا۔

واپسی میں درخواست کی گئی کہ اشرف العلوم کے طلبہ کو بھی کچھ نصیبت فرمادیں تو حضرت نے ازراہ شفقت اس درخواست کو قبول فرماتے ہوئے قبل نماز مغرب چند منٹ نصیبت فرمائی۔

ارشاد فرمایا:

(۴) یہاں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے، یہ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے آپ لوگ علم دین حاصل کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں چند باتیں ذکر کرتا ہوں، پہلی بات یہ ہے کہ یہ غور کرو کہ علم دین حاصل کرنے سے کیا ملے گا؟ علم دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور کن باتوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، تعلیم کا مقصد یہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز کا اہتمام تو کرتے ہی ہو مگر تحریر یہ کہ اہتمام بھی کرو یعنی امام کی تکبیر تحریر یہ کے وقت ہی سے نماز میں شریک رہیں، یہ اعلیٰ درجہ ہے بعض طلبہ باتوں میں مشغول

رہتے ہیں اور تکبیر تحریر یہ چھوڑ دیتے ہیں، یہ بہت بری بات ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ابھی سے ذکر اللہ کی عادت ڈالو ایک منٹ فارغ کر کے کوئی سا ذکر پابندی سے کر لو، اس سے ذکر کے ساتھ مناسبت پیدا ہوگی، ذکر اللہ سے نور پیدا ہوتا ہے نور سے سرور حاصل ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرو کسی اللہ والے سے تعلق قائم کر لو، ان کی خدمت میں جایا کرو، اس کی برکت سے گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ پانچویں بات یہ ہے ہر کام سنت کے مطابق کرنے کا اہتمام کرو۔ بس یہ چند باتیں ہیں ان پر عمل کرو دین و دنیا کا بھلا ہوگا۔ انشاء اللہ

بعد نماز مغرب اپنی قیام گاہ (مدرسہ فیض العلوم) میں چار پائی پر لیٹے لیٹے راقم کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے ہی درد و محبت کے لہجہ میں چند باتیں ارشاد فرمائیں۔ پھر یہ معلوم ہونے پر کہ کافی لوگ جمع ہیں، تھکان کے باوجود اٹھ کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک حاضرین کو نصیبتیں فرماتے رہے۔ جو درجہ ذیل ہیں۔

(۵) اخلاص کے ساتھ کام کرو مدرسہ مقصود نہو، رضائے الہی مقصود ہو، اپنی اصلاح کی ہر وقت فکر رکھو، مدرسین کو بھی جمع کر کے تاکید کرو۔ بلکہ لکھ کر آویزاں کر دو کہ مدرسہ جو خدمت کر رہا ہے وہ وظیفہ ہے تنخواہ نہیں ہے، دوسری بات یہ کہ ہر مدرس اور ہر کارکن کا کسی مصلح سے اصلاحی تعلق ہونا ضروری ہے اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے، نیت صحیح ہوتی ہے، کام صحیح ہوتا ہے، خیانت سے حفاظت ہوتی ہے، اس کے بہت سے فوائد ہیں اور انہیں بڑی برکت ہے پھر صرف تعلق قائم کر لینا کافی نہیں ہے، اس کی بھی نگرانی رکھو کہ مکاتبت و مراسلت اور اصلاح حال کی فکر پابندی سے ہو رہی ہے یا نہیں؟ کبھی کبھی جائزہ بھی لیتے رہو۔

(۶) مدرسین کو تاکید کرو، خود بھی اہتمام کرو کہ روزانہ پڑھانا شروع کرنے سے پہلے دو رکعت صلوٰۃ التوبہ، صلوٰۃ الحاجتہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کریں اور مدرسہ ختم ہونے کے بعد دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر کمی کوتاہی سے توبہ و استغفار کیا کریں، روزانہ ایک مرتبہ صلوٰۃ الشکر بھی پڑھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی خدمت پر لگا رکھا ہے، یہ محض اس کا لطف و کرم ہے ہم کہاں اس قابل تھے۔ میرے اس مشورہ کی حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی مدظلہ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے بھی تائید فرمائی اور بہت پسند فرمایا۔

(۷) بزرگوں سے تعلق اور اصلاح حال کی فکر کا فائدہ کیا ہوتا ہے؟ بزرگوں کی صحبت اور ان کی نصیحتوں سے کیسا نفع ہوتا ہے، اس کی ایک مثال دیتا ہوں، ایک پروفیسر صاحب ہیں عالمی شہرت کی حامل علیگزہ یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں، عالم تو نہیں ہیں لیکن بہت دیندار اور دیانتدار آدمی ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ہاں ۵۵ منٹ کی گھنٹی ہوتی ہے میں اسکا اہتمام کرتا ہوں کہ کبھی الحمد للہ ۵۴ منٹ نہیں پڑھایا، پورے ۵۵ منٹ پڑھانا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں میری آمدنی حرام نہ ہو جائے، اور درسگاہ میں صرف مضمون سے متعلق بات کرتا ہوں غیر متعلقہ بات بھی نہیں کرتا کہ کہیں کام میں کوتاہی نہ ہو جائے اور آمدنی متاثر نہ ہو جائے، دیکھا ایہ آج ایسی دیانت مدارس دینیہ میں بھی ملنی مشکل ہو گئی ہے۔ مگر اہل اللہ سے تعلق کی برکت سے یونیورسٹی میں پائی جاتی ہے۔

(۸) بعض حضرات کہتے ہیں کہ کام میں خیانت ہو جاتی ہے غفلت ہو جاتی ہے، میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے چار اسماء مبارکہ کا استحضار رکھا کرو سبح و بصیر علیم و خیر وہ ہماری سب باتیں سننے والا ہے، ہماری ہر حرکت کو دیکھنے والا ہے، ہمارے تمام احوال کو جاننے

والا ہے، ہمارے تمام کاموں کی خبر رکھتا ہے۔ جب اس کو بار بار سوچیں گے اور ان صفات کا استحضار رکھیں گے تو انشاء اللہ دیانت و امانت پیدا ہوگی اور کام میں کوتاہی سے، غفلت سے، خیانت سے حفاظت ہوگی۔

(۹) آج کل ایک دوسرے میں تقابل اور تقاض کی عام عادت ہو گئی ہے، فلاں عالم بڑا، فلاں چھوٹا، فلاں شیخ ایسا، فلاں ایسا، یہ عدم اخلاص کی علامت ہے، مخلص ایسا نہیں ہوتا، مخلصین نہ کسی کی برائی کرتے ہیں نہ سنتے ہیں، تنقید و تنقیص تو بہت دور کی بات ہے، میں نے حضرت والا (حجی السنہ) کو ۳۵ سال دیکھا ہے، دور سے بھی نزدیک سے بھی قریب سے قریب رہ کر بھی دیکھا ہے، اتنے طویل عرصہ میں کبھی میں نے کسی کی تنقید کرتے ہوئے نہیں دیکھا، کسی پر تنقید نہیں فرمائی، یہ ان کا کمال ہے، نہ کبھی کسی کی تنقیص کرتے تھے نہ تنقید، کبھی کوئی بات سامنے آئی تو زیادہ سے زیادہ حیرت کا اظہار کرتے تھے، تعجب ہے فلاں صاحب نے ایسا کیسے کیا؟ حیرت ہے انہوں نے اس طرح کیسے کہہ دیا؟ بس اسکے علاوہ اور اس سے زیادہ کسی کے بارے میں کچھ نہیں فرماتے تھے۔

(۱۰) علماء کا بڑا احترام کرنا چاہیے، ان کی کوتاہیوں کی بہتر تاویل کر لینی چاہیے۔ بعض لوگ اس کا خیال نہیں کرتے، میں تو عالم نہیں ہوں، لیکن انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے سامنے کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو علماء کرام کی طرف سے بھرپور مدافعت کرتا ہوں۔ ان کی غلطی کے وہ ذمہ دار ہیں، ہمارے تو وہ رہنماء ہیں، ہمیں صحیح بات بتلاتے ہیں خود کیا کرتے ہیں، اس کے ہم ذمہ دار نہیں، ہم سے ان کی پوچھ تھوڑا ہی ہوگی، حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا کام تبلیغ ہے ہمارے ذمہ بات بہو نچا دینا ہے منوانا نہیں ہے۔

(۱۱) آج ہم لوگوں کو عمل کے مقدر کی فکر رہتی ہے معیار کی نہیں رہتی، کیت تو

دیکھتے رہتے ہیں کہ یہ تسبیح اتنی یہ اتنی، مگر کیفیت کی کچھ پروا نہیں، یاد رکھو! تھوڑا کام ہو مگر ڈھنگ سے ہو یہ اصل ہے، حضرت والا کے ہاں بہت زیادہ اشغال و اعمال نہیں دیکھے مگر ہر کام میں انضباط و پختگی نظر آتی تھی۔

(۱۲) اپنے آپ کو اہل اللہ سے جوڑے رکھو، اخلاص پر قائم رہنے اور دین میں تنزل سے محفوظ رہنے کا یہ بہت بڑا ذریعہ ہے، اللہ والوں سے تعلق بڑی نعمت ہے، اس میں جو برکتیں ہیں اس کا اندازہ ان لوگوں کی زندگی کو دیکھنے سے ہوتا ہے، جو کسی اہل اللہ سے سچا اور مخلصانہ تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں، ان کے ہر طرز عمل میں نورانیت ہوتی ہے۔

(۱۳) میں ایک عمل کی تاکید کرتا ہوں اس سے نسبت مع اللہ میں خوب ترقی ہوگی انشاء اللہ۔ وہ یہ ہے کہ کسی وقت اور بہتر ہے کہ تہجد کے بعد اللہ کے سامنے یوں عرض کرے کہ

اے رب کریم! آپ نے ہی مجھے انسان بنایا، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے، الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ علی احسانہ

اے رب کریم! آپ نے ہی مجھے مسلمان بنایا، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے، الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ علی احسانہ

اے رب کریم! آپ نے ہی مجھے صاحب ایمان بنایا، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے، الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ علی احسانہ

اے رب کریم! آپ نے ہی مجھے توحید پر قائم فرمایا، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے، الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ علی احسانہ

اے رب کریم! آپ نے ہی مجھے اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ فرمایا، یہ محض آپ

کا لطف و کرم ہے، الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ علی احسانہ
اے رب کریم! آپ نے ہی مجھے بادشاہت دی، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے،
الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ علی احسانہ

اس سلسلہ میں فرمایا: ^ع ان نعمتوں کی قدر و قیمت کا تصور کرتے ہوئے یہ کلمات کہے کہ انسان بنایا جانا کتنی بڑی نعمت ہے، پھر انسان تو بہت ہیں پر ہر کوئی مسلمان نہیں، مسلمان ہونا اللہ پاک کا کیسا عظیم انعام ہے، پھر کتنے ہی مسلمان ایسے ہیں جو توحید خالص سے محروم ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ نے توحید کی عظیم نعمت عطا فرمائی ہوئی ہے، اسی طرح آج کتنے فتنے اور فرقے پھیلے ہوئے ہیں، لوگ ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحابہؓ والے راستہ پر سنت والے راستہ پر لگا رکھا ہے، ہمیں اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ فرمایا ہے یہ کتنی بڑی توفیق ہے اور بادشاہت کا مطلب یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں نعمتیں عطا فرمائیں، بہت سے چھوٹوں کا بڑا بنایا ان سب احسانات کو تصور میں لا کر اس طرح شکر ادا کریں، انشاء اللہ نسبت مع اللہ میں خوب ترقی ہوگی۔

(۱۴) آج ہر شخص کو مصلح بننے کی فکر ہے، صالح بننے کی فکر نہیں ہے، حالانکہ جو شخص اپنی اصلاح کی فکر میں لگا رہتا ہے، وہی ان (اللہ تعالیٰ) کے ہاں مصلح ہوتا ہے، بہت حیرت ہوتی ہے افسوس ہوتا ہے کہ بعض لوگ اپنے تعارف میں یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں صاحب کا خلیفہ ہوں۔ بعض اہل علم بھی ایسا کرتے ہیں، یہ خود نمائی اور کبر کی علامت ہے، اور تنزل کا سبب ہے، خوب سمجھ لو! اسمیں دو نقصان ہیں (۱) حسب جاہ کا اظہار (۲) مخاطب سے مراعات و اکرام کا مطالبہ، دونوں سم قاتل ہیں اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

(۱۵) حضرت والا (حی السنۃ) گناہوں سے اور لایعنی سے بچنے کی اور سنتوں کی

پابندی کی بہت تاکید فرماتے تھے، اور خود بھی لایعنی سے بہت پرہیز کرتے تھے، ہر وقت کام میں لگے رہتے تھے، انتقال کے دن بھی یہی تاکید فرمائی کہ گناہوں سے بچتے رہو، بعض مہمان باتیں کر رہے تھے۔ ناراض ہو کر فرمایا لایعنی سے کیا فائدہ ہے؟ اتنی دیر میں سورہ فاتحہ صحیح کر لیتے، اوقات ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟ کسی نہ کسی کام میں لگے رہنا چاہیے۔

(۱۶) اہل اللہ بھی اللہ تعالیٰ کی وہی نعمتیں کھاتے ہیں، ہم بھی وہی کھاتے ہیں، ان کے بھی وہی اسباب حیات ہیں، جو ہمارے ہیں، لیکن ان کو سرور و سکون اور نشاط قلبی جو حاصل ہوتا ہے وہ ہمیں کیوں حاصل نہیں ہوتا ہے؟ کیوں ہم سب نعمتوں کو رکھ کر برت کر بھی بے سکون و بے چین رہتے ہیں؟ اس کا راز یہ ہے کہ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بندہ بن کر استعمال کرتے ہیں اور ہم باغی بن کر استعمال کرتے ہیں، بندہ بن کر وہ تو نور پیدا ہوگا سرور حاصل ہوگا، اور باغی بن کر کھاد کے تو کچھ نہیں ملیگا۔ بلکہ بے سکونی و بے چینی پیدا ہوگی۔

(۱۷) ہر وقت اپنے نفس کی نگرانی رکھو! کبھی غفلت نہ ہو، نفس کے عجیب و غریب مکائد ہیں، اہل اللہ سے تعلق کو مضبوط کر لو، اس سلسلہ میں بصیرت کے لئے تبلیغ دین کا مطالعہ کیا کرو۔ بہت اہم اور نافع کتاب ہے، مولانا مسیح اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ جب علامہ سید سلیمان ندوی حضرت تھانویؒ کے پاس آئے اور انہوں نے مطالعہ کیلئے کسی کتاب کی تجویز کی درخواست کی تو ان کو حضرت تھانویؒ نے ”تبلیغ دین“ ہی کا نام بتلایا تھا، اور حضرت مفتی شفیع صاحبؒ جیسے فقیہ اور عالم دین کے پوچھنے پر بھی ”تبلیغ دین“ اور ”قصدا سبیل“ کے دیکھنے کا مشورہ دیا، اس کا مطالعہ کرو بہت نفع ہوگا۔

(۱۸) کسی عالم کے پاس، کسی بزرگ کے پاس جاؤ تو نیت صحیح کر کے جاؤ، حضرت والا

فرمایا کرتے تھے اور مجھ سے بھی فرمایا تھا کہ اہل اللہ اور علماء کے پاس خالی ہو کر جاؤ گے تو بھر کر آؤ گے، یعنی دل و دماغ کو ان کے بارے میں وسوسوں اور بدگمانیوں سے خالی کر کے جاؤ گے، تو ان کے علوم و انوار کی برکات اس میں بھر کر لاسکو گے! اس لئے نیت درست کر کے جاؤ۔ کیا نیت کرو گے؟ یہ عالم دین ہیں، اللہ والے ہیں، ان کے سینہ میں نور علم ہے میں اسکی زیارت کرنے جا رہا ہوں، ایک طالب علم محدث کے پاس گئے وہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس اس نیت سے گیا کہ ان کے سینہ میں حدیث رسول ہے، اسلئے میں ان کی زیارت اور ان سے استفادہ کیلئے جا رہا ہوں۔ چنانچہ جب ان کی خدمت میں پہنچے تو اس نیت کی برکت سے ان محدث کا قلب کھل گیا۔ اور خوب فیضان ہوا، واقعی مخلص سامعین و حاضرین کی برکت سے ذہن کھل جاتا ہے۔ میں ایک دفعہ مولانا علی میاں صاحبؒ کے پاس گیا تو عرض کیا کہ آپ کے پاس اپنی اصلاح کی نیت سے آیا ہوں، فوراً فرمایا ارے میاں! میں خود قابل اصلاح ہوں، دیکھئے وہ بہت بڑے عالم تھے، اور شیخ بھی تھے، مگر یہ ان کی تواضع تھی۔ اہل اللہ ہمیشہ اپنے کو محتاج اصلاح سمجھتے ہیں۔ میں ۲۱ برس تک حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کے پاس جاتا رہا، مگر وہاں پہنچ کر مجھے صرف حضرت سے مطلب تھا، کون آرہا ہے، کون جا رہا ہے، اس سے کوئی تعلق نہیں، ان کے ایک صاحبزادہ پہلے بے ریش تھے (بعد میں ماشاء اللہ انہوں نے داڑھی بھی رکھ لی) ان کے بارے میں بھی کبھی کچھ نہیں سوچتا تھا۔ کوئی وسوسہ نہیں آنے دیتا تھا، اس لئے کہ بدگمانی اور وسوسوں کے ساتھ کسی اللہ والے کے پاس جانے کا کوئی فائدہ نہیں! بلکہ یہ محرومی کی علامت ہے۔

(۱۹) اہل علم اور خدام دین سے بھی عرض کرتا ہوں کہ تھوڑا وقت نکال کر خلوت میں

اپنے بارے میں بھی سوچیں! اپنے گناہوں کا بھی جائزہ لیں، اصلاح کی فکر کریں۔ کبھی اس سے غافل نہ ہوں، بیان کرنے کے بعد چند منٹ تنہائی میں یہ سوچیں کہ اس بیان سے خود مجھے کتنا نفع ہوا ہے؟ میرے اندر اس سے کس قدر اصلاح کی فکر پیدا ہوئی ہے؟ اس سے فکر اصلاح میں مدد ملے گی، اور نفس قابو میں رہے گا۔ حضرت والا فرمایا کرتے تھے۔ ہمارا مسلک قلندر یہ مسلک ہے، یعنی اشغال و اوراد تو زیادہ نہیں، مگر قلب کی نگرانی سے کبھی غفلت نہیں۔ ہم قلب پر ضرب لگائے رکھتے ہیں۔ ہر وقت اسکی صورت حال پر نظر اور قابو! یہ آسان کام نہیں بہت بڑا مجاہدہ ہے، دل کا ہر وقت نگران رہنا بہت مشکل کام ہے۔ حضرت والا کا یہی رنگ تھا۔

(۲۰) ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میری عمر ۸۵ سال ہو گئی ہے، بچے مجھ سے مشورہ نہیں کرتے، میرا کہنا نہیں مانتے، اس سے کلفت ہوتی ہے، میں نے کہا حدیث میں ہے کہ میری امت کی عمریں ۶۰/۷۰ کے درمیان میں ہیں، آپ کی عمر ماشاء اللہ ۸۵ سال ہے، آپ یہ سوچ لیا کریں کہ ستر سال کی عمر میں میں مر گیا، مجھے مگر چند سال ہو چکے ہیں؟ مردہ سے کون مشورہ کریگا؟ آپ کی کلفت دور ہو جائیگی، بعض بزرگوں نے فرمایا ستر برس کے بعد ہم نے اپنے کو مردہ ہی تصور کر لیا، اگر کوئی سلام کرتا ہے تو ہم یہ سوچتے ہیں کہ قبر میں ہیں، اور لوگ مردہ کو سلام کر رہے ہیں، مطلب یہ ہیکہ عمر کے اس حصے میں بھی ان سب دنیوی الجھنوں کی کیا ضرورت؟ جو کچھ موقعہ ملا ہوا ہے غنیمت سمجھ کر اپنی آخرت اور اپنے مولا کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے رہنا چاہیے، اس میں سکون بھی ہے نفع بھی ہے۔

(۲۱) اہل اللہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آسودہ حال اور

آسودہ خاندان ہوتے ہیں، نبی سے ولی تک سب کا یہی حال ہے، (گوا بتداء ان کا حال اسکے برخلاف رہا ہو مگر بالآخر اللہ تعالیٰ نے آسودہ حال بنا ہی دیا ہے) کچھ فقر و فاقہ بھی کہیں تھا تو اختیاری تھا اضطرابی نہ تھا، اسی آسودہ حالی کی وجہ سے بڑے بڑے امراء سے مستغنی رہتے ہیں، کسی سے خوف نہیں کھاتے ہیں، امراء حکام سب کے سامنے حسب مراتب حق کا اظہار فرما دیتے ہیں۔ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔

(۲۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر بے شمار احسانات فرمائے ہیں، لیکن اس کے بدلہ میں کبھی ہم سے کوئی فرمائش نہیں کی، صرف ایک فرمائش کی کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے ”دعائے وسیلہ“ کرتے رہو، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس محسن اعظم کے ہم پر بے پناہ احسانات ہیں ان کی یہ معمولی سی فرمائش بھی پوری نہیں ہو پاتی آج عوام تو کیا اہل علم اور خواص بھی کتنے ہیں جو اذان کے بعد پابندی اور اہتمام سے یہ دعاء مانگتے ہوں، سوچنا چاہیے کہ یہ کس کی فرمائش ہے؟ پھر انشاء اللہ خود ہی اہتمام شروع ہو جائیگا۔

(۲۳) حضرت والا کو ہر وقت یہی غم اور فکر رہتا تھا کہ کہ امت کے ہر فرد سے گناہ چھوٹ جائے اور سنتیں زندگی میں آجائیں۔ اخیر وقت تک یہی عالم تھا، ہر جگہ ہر وقت اسی کی تلقین فرماتے تھے، پوری عمر ان دو باتوں کی تاکید و تعلیم میں گذاردی۔ اور اس کے اثرات بھی الحمد للہ ان کے پورے حلقے میں پائے جاتے ہیں۔

(۲۴) ایک جگہ ڈاکٹر ز میں گفتگو کا موقع ملا تو میں نے کہا کہ علاج کی ضرورت سے عورتیں آتی ہیں، ان سے بھی پردہ ضروری ہے، مریضوں کا یہ سمجھنا کہ ”حکیم اور ڈاکٹر سے پردہ نہیں ہے“ اسی طرح حکیم، ڈاکٹر کا یہ سمجھنا کہ مریض عورتوں سے کوئی پردہ نہیں ہے، یہ خیال صحیح نہیں ہے، بالکل خلاف شرع ہے، حکیموں اور ڈاکٹروں کو بھی چاہیے کہ پردہ کا

اہتمام کریں اور ان کے پاس جانے والی عورتوں کو بھی لازم ہے کہ حجاب شرعی کا لحاظ رکھیں۔ میں نے ان حضرات سے کہا مثلاً ایک عورت اگر آنکھ دکھا رہی ہے تو صرف اسکی آنکھ ہی کو دیکھنا جائز ہے، حتیٰ کہ جس آنکھ میں تکلیف نہیں اسکی جانب دیکھنا بھی درست نہیں ہے، ناک میں تکلیف ہے تو صرف ناک ہی پر نظر ہو، یہ ہے تو بہت مشکل کام، مگر اگر خوف خدا ہو اور آدمی بچنا چاہے تو ناممکن بھی نہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس عضو کو ضرورت علاج کی مجبوری سے دیکھنا پڑے تو دھیان دماغ اس بیماری کے متعلقات میں جوڑ دے اور اتنی دیر بس مرض اور اسکی وجوہات و اسباب ہی میں غور کرتا رہے، مثلاً نبض دیکھ رہا ہو تو رگوں، ان کی حرکات اور دوران خون اور اس کی کیفیات میں غور کرنا رہے شہوت کی طرف دھیان نہ جانے پائے۔ فکر اور مشق سے اس پر قابو حاصل ہو سکتا ہے۔

(۲۵) میں نے مطب میں درمیان میں پردہ ڈال رکھا ہے، ایک طرف عورتوں کی قطار ایک طرف مردوں کی، ادھر سے ایک کو دیکھتا ہوں، ادھر سے ایک کو، اسی طرح دونوں کا نمبر بھی آتا رہتا ہے۔ آپس میں بے پردگی بھی نہیں ہوتی فضول باتوں کا موقع بھی نہیں ملتا۔ درمیان میں دین کی باتیں بھی سنا تا رہتا ہوں۔ اسی طرح جو عورت مجھ سے علاج کے لئے رجوع ہوتی ہے میں اس سے پہلے عہد لیتا ہوں، کہتا ہوں کہ پہلے عہد کر دو کہ سر کھلا نہ رکھو گی، شرٹ کا گلا O ٹائپ کا رکھا کرو گی V ٹائپ کا نہ رکھو گی یعنی ہنسی کی ہڈی ڈھکی ہوئی ہو کھلی نہ ہو، کیا ان باتوں پر عمل کرو گی؟ جب وہ وعدہ کر لیتی ہے تو علاج کرتا ہوں۔ اور تجربہ یہی ہے کہ اس کا فائدہ بھی ہوتا ہے، چنانچہ بہت سی غیر مسلم عورتیں زیر علاج ہیں وہ بھی سر ڈھانک کر رہنے لگیں اور ان باتوں پر عمل کر رہی ہیں۔

(۲۶) بات حکمت اور سلیقہ سے کہنے کی ضرورت ہے، ہر طبقہ کے مناسب حال

بات ہو جو اسے ہضم ہو سکے اور قبول کر سکے، ایسا نہ ہو کہ ایک دم سے مسلط کر دیا۔ شروع ہی میں آخری درجہ اور سخت مسئلہ نہ ہو۔ یونیورسٹی کی بعض نہایت قابل عورتوں نے دینی تعلق قائم کیا ہوا ہے، ان سے میں نے کہا کہ دیکھو! ایک ستر ہے اور ایک حجاب ہے، سینہ، کلانیاں اور پنڈلیاں تو کسی طرح بے لباس نہ ہوں، کھٹنے نہ پائیں کیونکہ ان کا ستر واجب ہے کھولنا حرام ہے۔ اس میں تو کوئی رعایت نہیں ہو سکتی۔ اور دونوں پیر ٹخنوں تک، دونوں ہاتھ گٹوں تک یہ کھلے رہ سکتے ہیں، اس کی اجازت ہے۔ چہرہ کا جہاں تک معاملہ ہے کام کے دوران واقعی ضرورت کا درجہ ہو تو کھول لیں پھر اس کو بھی حجاب میں رکھیں، اب بتاؤ کہ اس طرح پردہ کرنا کیا مشکل ہے؟ اپنے ہی نفع کی بات پر عمل کرنا ہے، چنانچہ بات ان کی سمجھ میں آگئی۔ ایک خاتون پروفیسر ہیں وہ اس کی پابندی کے ساتھ کام کر رہی ہیں، کام بھی کر رہی ہیں اور احکام کی پابندی بھی ہیں۔ اسی طرح ایک خاتون وکیل بھی اصلاحی تعلق رکھتی ہیں۔ وہ بھی اسی طرح عمل کر رہی ہیں، بلکہ اسی حال میں وکیل سے ترقی کر کے جج بن گئیں۔ وہ بھی حجاب کے ساتھ، اور ابھی معلوم ہوا ہے کہ ان کی مزید ترقی ہونے والی ہے، بہر حال حکمت سے اصلاح کرنیکی ضرورت ہے۔

(۲۷) اہل اللہ ذکر کا بہت اہتمام کراتے ہیں۔ ذکر عین طرح کا ہے، ذکر لسانی، ذکر قلبی، ذکر جسمانی، لیکن ذکر قلبی کو بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے، اہل اللہ ہمیشہ قلب کو ذکر رکھنے کی بہت فکر کرتے ہیں، اس کو کبھی غافل ہونے نہیں دیتے، طب جسمانی کی روشنی میں اس کی مصلحت میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ ڈالی کہ جس طرح جسمانی اعتبار سے دل کا عمل یہ ہیکہ دل خون کو صاف کر کے تمام اعضاء میں اس کو پھیلاتا ہے جس سے ان کو حیات اور تازگی ملتی ہے، اسی طرح ذکر قلبی دل کے اندر سے ظلمتوں اور کدورتوں کو

ختم کر کے نور معرفت پیدا کرتا ہے، پھر اس نور کو رگوں کے ذریعہ تمام جسم میں پھیلا کر
ذکر کو نورانی بنا دیتا ہے اس طرح انسان کا پورا وجود روحانی سکون اور نورانیت کا مجسمہ
بن جاتا ہے۔

(۲۸) گناہ سم قاتل ہے، اس سے بچنے کی بہت فکر کرو ”گناہوں سے اجتناب
سنّتوں کی پابندی“ یہ دو باتیں اپنے اوپر لازم کر لو، اہل اللہ گناہوں سے بچنے کا بہت
اہتمام کرتے ہیں، بلکہ وہ گناہ سے اس طرح دور رہتے ہیں جیسے آدمی موذی درندوں
سے دور رہتا ہے، پھر یہ ہے کہ گناہ تو گناہ دوسرے گناہ سے بھی تو بہ کرتے رہتے ہیں کہ گناہ
تو الحمد للہ نہیں کر رہے ہیں، لیکن یہ گناہ کا دوسرے بھی کیوں آیا؟ اسکی وجہ کیا ہوئی؟ غور کرتے
ہیں پھر اس سے استغفار اور توبہ کرتے ہیں۔ اب رہ گیا یہ کہ گناہوں سے بچا کیسے جائے؟
تو اس کا طریقہ یہ بتانا ہوں کہ جس عضو سے گناہ کا تقاضہ ہو رہا ہے اسکے منافع اور فوائد
میں غور کرو اور سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے اس عضو کے ذریعہ ہمیں کیسی قیمتی نعمتیں عطا فرمائی
ہیں، مثلاً بد نگاہی کا تقاضہ ہو تو یہ سوچے کہ آنکھ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے اس سے ہم
قرآن کریم کی زیارت کرتے ہیں، زمین آسمان کی نعمتوں کا نظارہ کرتے ہیں، والدین
اور اولاد کو دیکھ کر محفوظ ہوتے ہیں، اللہ کی اس نعمت سے ہم اسی کی نافرمانی کیسے
کریں؟ اور منع کی ہوئی جگہ پر کیسے نظر کریں؟ اسی طرح غیبت سننے کو جی چاہے یا کوئی اور
غلط بات تقاضہ کرے تو کان کے منافع اور اس سے حاصل ہونیوالی نعمتوں میں غور کر کے
سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کو ہم اس کی نافرمانی میں کیسے استعمال کریں، ایک
بہرے سے کہا جائے کہ فلاں قاری صاحب بہترین قرأت کرتے ہیں زبردست نعت
پڑھتے ہیں ذرا تو بھی سن لے تو وہ بیچارہ کیسی حسرت سے کہے گا کہ میں تو اس نعمت سے

محروم ہوں۔ اسی طرح زبان کے گناہوں کے تقاضے پر سوچو، اس زبان سے اللہ تعالیٰ کا
پاک نام لیتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں کیسے کیسے اچھے کام کرتے ہیں، اس
زبان کی قدر تو گوگلے سے پوچھو کہ بیچارہ اس سے محروم ہے، اب کتنی بے غیرتی کی بات
ہے کہ میں ایسی نفع کی چیز کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کروں، انشاء اللہ گناہ کے
تقاضوں پر اس طرح کا غور و فکر گناہوں سے بچنے میں بہت مدد دے گا۔

(۲۹) آج جب حضرت قاری صاحب مجلس میں یہ بات بتلا رہے تھے کہ ہم
لوگ خفی ہیں اس کے باوجود عام طور سے بہت سے اہل علم بھی ناف کے نیچے ہاتھ
باندھنے کا اہتمام نہیں کرتے۔ اس سنت کا اہتمام کرنیکی ضرورت ہے تو اسی وقت اللہ
تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں اہل علم کی
تحقیق یا توفانف کے اوپر باندھنے کی ہے یا پھر نیچے! ”فوق السرة یا تحت السرة“
یعنی احتاف کے ہاں تحت السرة اور شوافع وغیرہ کے ہاں فوق السرة، بہر حال ناف
کے پاس ہی ہاتھ باندھے جاتے ہیں یا اوپر یا نیچے! تو اس کی وجہ یہ ہمیکہ خیالات
فاسدہ اور وساوس نیچے ہی سے اوپر کی طرف یعنی قلب کی طرف جاتے ہیں، بکجیر
تخریمہ کے بعد ہاتھ کو اس جگہ باندھ کر رکھ دینے کے اس ظاہری عمل سے معنوی نفع یہ
ہوگا کہ یہ خیالات و وساوس وہیں رک جائیں گے۔ آگے دل کی طرف بڑھنے نہ
پائیں گے، اور خشوع و خضوع حاصل ہوگا۔ اس تصور سے انشاء اللہ بہت نفع ہوگا، اور
قلب نماز میں خطرات و اوہام سے محفوظ رہے گا۔

(راقم عرض کرتا ہے کہ یہ خواص اور علماء کا مجمع تھا، سب ہی کی زبان سے اس حکیمانہ نکتہ کو نکرنے پر اختیار سبحان اللہ! انکا عجیب حکمت کی بات فرمائی جو پہلی مرتبہ سننے کو ملی، اسکی نظیر میں حضرت کشمیریؒ کا یہ ارشاد پیش کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نماز کی حرکات ظاہرہ میں غنی عظیم حکمتوں کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تکبیر تحریرہ کے لئے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے یہ تصور کرنا چاہیے کہ اب میں تمام غیر اللہ کو پس پشت کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو رہا ہوں، یعنی ظاہر کی حرکات کا قلب پر براہ راست اثر واقع ہوتا ہے، اور خشوع کے حصول میں اس سے مدد ملتی ہے، حضرت کشمیریؒ اور حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم کے ان دونوں ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی اگر چہ باقاعدہ عالم نہ ہو مگر اہل اللہ کی صحبت و معیت اور دوام ذکر و فکر کی برکت سے اس کا ذہن کس طرح کلتہ رس اور حق شناس ہو جاتا ہے اور کیسی عالمانہ حکمتیں اس کے قلب پر اللہ تعالیٰ کھول دیتے ہیں)

(۳۰) ہر کام میں اخلاص پیدا کرو، تقابل سے بچو، تقابل سے اخلاص ختم ہو جاتا ہے، ہر دین کا کام کرنے والے سے اچھا تعلق رکھو، رضائے الہی کو مقصود بناؤ، اس کے علاوہ کوئی چیز مقصود نہ ہو، مدرسہ بھی مقصود نہ ہو، بس اللہ خوش ہو جائیں، حضرت والاؒ ہمیشہ یہی فرماتے تھے، اساتذہ کو تاکید کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اصول سے اور ڈھنگ سے کام نہیں کرو گے تو مدرسہ بند کر دوں گا، مدرسہ مقصود نہیں، صحیح کام مقصود ہے، انتقال سے قبل بھی کچھ اساتذہ کی شکایات آئیں تو یہی فرمایا، اگر آپ لوگ اخلاص سے کام نہیں کرو گے تو میں مدرسہ بند کر دوں گا، ایک دو بچوں کو لیکر میں خود پڑھا لوں گا، کام ہونا چاہیے، کام خواہ تھوڑا ہو مگر قاعدہ سے ہو۔

(۳۱) سب سے اہم بات ہے ”ذکر و فکر“ طلبہ و علماء سب ذکر کا اہتمام کریں۔

ذکر بڑی نعمت ہے، اس سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے، جس طرح تھوڑی روشنی بھی کچھ نہ کچھ کام دیتی ہے، اسی طرح تھوڑا ذکر بھی بہت کچھ کام دینگا۔ موقع نہ ہو تو تھوڑا ہی سہی مگر دوام اور پابندی ضروری ہے، اسی طرح تلاوت قرآن کا اہتمام بھی پابندی سے ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ کبھی دس پارے پڑھ لیا اور کبھی بھولے تو ایسا کہ ہفتوں یا وہی نہ رہا، اسکا آسان طریقہ یہ ہے کہ صبح میں معمولات کو سب سے پہلے نمٹالو بعد پر نہ ٹالو، پھر پتہ نہیں کیا کیا کام نکل آئیں گے اور شام تک بھی موقع مل سکے گا یا نہ مل سکے گا، اسلئے اول مرحلہ میں یہ کام کر لو، پھر اگر دن میں اور موقع ملے تو اور ذکر کر لو اور ذخیرہ جمع کر لو، مگر معمولات کو نال کرنا غمت ہونے دو۔

(۳۲) اہل اللہ سے اصلاحی تعلق اور مسلسل مراسلت کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے متعلقین کے حالات سے باخبر رہیں گے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی اصلاح و ہدایت کے لئے دل سے دعاء مانگتے رہیں گے، اہل اللہ راتوں میں اٹھ کر اللہ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں یا اللہ! میرے فلاں مرید کی اصلاح فرمادے، اسکی مدد فرمادے، خوب یاد رکھو! راہ خدا میں ترقی کیلئے ”شیخ کی دعاء“ کیسیا ہے، اور یہ دعائے ان سے صحیح تعلق اور اپنی اصلاح کی مسلسل فکر کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اہل اللہ سے جڑ جاؤ اور اپنی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ۔

(۳۳) (انشاء گفتگو پانی طلب فرمایا، پانی پینے کے بعد ارشاد فرمایا) بعض لوگ

گھیا س اور ریاحی دباؤ کی شکایت کرتے ہیں، اس کا آسان علاج یہ ہے کہ پانی چوس کر پیا جائے بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئیں، تین، پانچ، سات گھونٹ میں پیئیں، پانی چوس کر پینے سے ہوا اندر نہیں جاتی، دوسری بات یہ ہے کہ کھانا خوب چبا کر کھائے ایک نوالہ ۳۲

دفعہ چبائے، (انس کر فرمایا ۳۲ دانت بھی تو ہیں) اور کھانے کے بعد کم از کم دو گھنٹے تک پانی نہ پئے، درمیان میں چاہے تو پی لے، درمیان میں پینا نقصان دہ نہیں، ایک دیرھ گلاس پانی آدھا کھانا کھا کے پی سکتا ہے، مگر بعد میں اچھا خاصا وقفہ ضروری ہے، کھانے پینے میں ان دو باتوں کا اہتمام کر لے تو ریاضی دباؤ سے پیٹ محفوظ رہے گا۔ (یاد رہے کہ حضرت حکیم صاحب مدظلہ شیخ طریقت ہونے کے علاوہ جسمانی طبیب حاذق بھی ہیں۔)

الحمد للہ تعالیٰ مغرب کے بعد تقریباً پون گھنٹہ کی اس مجلس میں بہت سی نافع اور مفید باتیں ارشاد فرمائی گئیں۔ راقم الحروف نے اس وقت ارشادات نوٹ کر لئے تھے۔ اسی شب میں ان کی ترتیب و تبضیح سے فراغت ہو گئی۔ اور اگلے دن گلبرگہ میں حضرت مدظلہ کی خدمت میں پیش کر کے افادہ عام کے لئے اشاعت کی اجازت حاصل کر لی۔

فالحمد لله على نعمائه الشامله وآلائه الكامله

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

محمد عبدالقوی غفرلہ

۱۳ اپریل ۲۰۰۷ء

☆ گناہوں سے بچئے! ☆

منجملہ افادات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب

مرتبہ: مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ (ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَقَدْ زُورًا ظَاهِرًا الْاِثْمِ وَبَاطِنًا" "ظاہری و باطنی دونوں گناہوں سے پرہیز کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو فرمایا: اے عائشہ! چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچتی رہو اس لئے کہ ان کے بارے میں بھی تم سے قیامت میں پوچھ ہوگی۔ نیز آپ نے گناہوں سے بچنے کو ایک حدیث میں سب سے بڑی عبادت قرار دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں کسی عمل کو گناہوں سے حفاظت و سلامتی کے برابر نہیں سمجھتا۔ مولانا روٹی فرماتے ہیں کہ ہر گناہ دل کے آئینہ پر ایک قسم کا رنگ ہوتا ہے جس کی وجہ سے دل کی دنیا اندھیری ہو جاتی ہے۔ حضرت محی السنۃ فرماتے تھے گناہ نکھیا کی طرح ہے یعنی زہر اور زہر زہری ہوتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت، اسی طرح گناہ بھی ہر حال میں نقصان دہ ہے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ گناہ میں آدمی کو جو نفسانی لذت حاصل ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہے جیسے کھلی کے مریض کو کھانے میں خوب مزہ آتا ہے مگر جب کھانے سے رک جاتا ہے تو پھر اس کو سوزش اور جلن بھی اسی درجہ کی ہوتی ہے اسی طرح گناہ کرنے میں وقتی طور پر تو کچھ لطف و مزہ آ جاتا ہے مگر جب اس کی سزا کا وقت ہوگا تب اس مزہ کی حقیقت کھل جائیگی۔ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی نے اپنی "خانقاہ تھانہ بیون" میں اپنی نشست کے روبرو تذکیر و عبرت کے طور پر یہ شعر آویزاں کر رکھا تھا۔

حظ گنہ میں جب گنہ کر چکا پھر کچھ نہیں

اک ذرا سی دیر کا ہے یہ مزہ پھر کچھ نہیں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

ذیل میں چند ایسے گناہ نقل کئے جا رہے ہیں جو کہاں کہلاتے ہیں اور بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) ناحق کسی کو قتل کرنا (۳) چادوگری کرنا، کرانا

(۳) نماز نہ پڑھنا (۵) زکوٰۃ نہ دینا (۶) بلا عذر رمضان کے روزے نہ رکھنا (۷) قدرت کے باوجود حج نہ کرنا (۸) والدین کی نافرمانی کرنا (۹) رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کرنا (۱۰) بدکاری کرنا (۱۱) خلاف فطرت شہوت پوری کرنا (۱۲) سود لینا سود دینا اور کھانا (۱۳) یتیم کا مال ظلماً کھانا (۱۴) اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹا ہاندھنا (۱۵) شرعی جہاد سے بھاگنا (۱۶) حاکم کارعیا پر ظلم کرنا (۱۷) گھمنڈ اور تکبر کرنا (۱۸) جھوٹی گواہی دینا (۱۹) شراب پینا، پلانا اور اس کا کاروبار کرنا (۲۰) جوا کھیلنا (۲۱) پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا (۲۲) مالِ فیضیت میں خیانت کرنا (۲۳) چوری کرنا (۲۴) ڈاکہ ڈالنا (۲۵) ظلم کرنا (۲۶) جھوٹی قسم کھانا (۲۷) حرام مال کھانا (۲۸) خودکشی کرنا (۲۹) جھوٹ بولنا (۳۰) غلط فیصلے کرنا (۳۱) رشوت لینا اور سخت ضرورت کے بغیر رشوت دینا (۳۲) عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا (۳۳) بیوی کی بدکاری پر ناگواری نہ ہونا (۳۴) پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا (۳۵) ریاکاری یعنی دکھاوا کرنا (۳۶) علم دین کا دنیا کے لئے سیکھنا اور اس کا بھڑپانا (۳۷) امانت میں خیانت کرنا (۳۸) احسان جتانا (۳۹) تقدیر کو جھٹلانا (۴۰) دوسروں کا عیب تلاش کرنا (۴۱) چغل خوری کرنا (۴۲) کسی کو لعنت ملامت کرنا (۴۳) غیب کی خبریں بتانے والے (کاہن اور نجومی کی تصدیق کرنا (۴۴) شوہر کی نافرمانی کرنا (۴۵) لڑائی جھگڑا کرنا (۴۶) ٹاپ تول میں کمی کرنا (۴۷) خدا کے عذاب سے نڈر ہو جانا (۴۸) بلا عذر جماعت کی نماز چھوڑ دینا (۴۹) جمعہ کی نماز نہ پڑھنا (۵۰) وصیت میں ناانصافی کرنا (۵۱) دھوکہ دینا (۵۲) مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا (۵۳) جاندار کی تصویریں بنانا (۵۴) صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنا (۵۵) داڑھی منڈھانا اور مونچھیں بڑھانا (۵۶) میراث تقسیم نہ کرنا (۵۷) قرآن کریم یاد کر کے بھول جانا (۵۸) زمین کے مال سے فائدہ اٹھانا (۵۹) بدگمانی کرنا (۶۰) اصراف اور فضول خرچی کرنا (۶۱) فیضیت کرنا (۶۲) غیر اللہ کی قسم کھانا (۶۳) طعن دینا کسی کو برے لقب سے پکارنا (۶۴) کسی کی آبروریزی کرنا اور حقارت سے ہنسنا (۶۵) کسی دنیوی وجہ سے مسلمان سے تین دن سے زیادہ بات چیت بند کر دینا (۶۶) ہٹا گٹا ہونے کے باوجود بھیک مانگنا (۶۷) لباس اور وضع قطع میں غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا (۶۸) کسی مسلمان کو بلا تحقیق کافر کہہ دینا (۶۹) خرید و فروخت میں معاملات طے ہونے کے بعد کم دینا (۷۰) نامحرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا یا تنہائی میں ملنا (۷۱) ناچ دیکھنا اور گانا بجانا (۷۲) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا اور بڑوں کی عزت نہ کرنا (۷۳) وعدہ خلافی کرنا۔